THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT
Tuesday, April 5, 2011
(69th Session)
Volume II, No. 07
(Nos. 1-07)

CONTENTS

	Pages
1. Recitation from the Holy Quran………………………..	1
2. Leave of Absence ………………………………………	2
3. Privilege Motions……………………………………….	3-5
4. Introduction of the Bills……………………………….	6-16
5. Resolutions:	
i. Allotment of government Residences……………	17-28
ii. On FCR…………………………………………	29-38
6. Points of Order:	
i. Cheating in Examinations……………………	39-40
ii. Missing persons……………………………..	41-42

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume II No. 07

SP.II(07/2011 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, April 05, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at twelve minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ
بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ
اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور وہی لوگ بامراد ہیں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور جب ان کے پاس واضح نشانیاں آچکیں اس کے بعد بھی اختلاف کرنے لگے، اور انہی لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے۔ جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے، تو جن کے چہرے سیاہ ہوجائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ تو جو کفر تم کرتے رہے تھے سو اس کے عذاب (کا مزہ) چکھ لو۔ اور جن لوگوں کے چہرے سفید (روشن) ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے، اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(سورۃ آل عمران، آیات 104 تا 107)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave applications لے لیتے ہیں۔

جناب محمد عفران صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 5 تا 8 اپریل کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر محمد علی رند صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 5 تا 8 اپریل کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد اسحاق ڈار صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 2 اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب وسیم سجاد صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 30 مارچ اور یکم اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مولانا محمد خان شیرانی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 28 مارچ تا 2 اپریل اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد اعظم خان سواتی صاحب بعض مصروفیات کے باعث مورخہ 31 مارچ اور یکم اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ سینہ روف صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 30 مارچ اور 2 اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکی تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا یہ ایوان ان کی رخصت منظور فرماتا ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی Privilege Motion پہلے لے لیں؟ Rules کے مطابق پہلے Privilege Motion ہوتا ہے۔ زاہد صاحب! آپ کا Privilege Motion ہے؟ پہلے ابراہیم صاحب کا پھر آپ کا۔

Privilege Motion:

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سینیٹ کے قواعد و ضوابط مجریہ 1988 کے قاعدہ 60 کے تحت تحریکِ استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب چیئرمین! پی آئی اے نے 8 مارچ 2009 کو کچھ خالی اسامیاں پر کرنے کے لیے اشتہار دیا تھا۔ اس کے بعد امیدواروں سے ٹیسٹ/انٹرویو لیے گئے۔ ایک امیدوار کو ٹیسٹ اور انٹرویو pass ہونے کے باوجود بھرتی نہیں کیا گیا۔ جب میں نے اس حوالے سے پی آئی اے کو خط لکھا تو Director (Human Resource, Admn. & Coordination) کی طرف سے مجھے جواب موصول ہوا کہ selection board نے ملک محمد اکرم کو اس post کے لیے موزوں نہیں سمجھا۔ جناب چیئرمین! میں نے مذکورہ معاملہ کی تفصیلات جاننے کے لیے Senate of Pakistan کے توسط سے وزارت دفاع سے سوال پوچھا اور مورخہ 2011-3-31 کو سوال نمبر 85 کے جواب میں جو تفصیلات فراہم کی گئیں، ان کے مطابق درخواست گزار ملک محمد اکرم ولد ملک محمد ابراہیم، Roll No. MUX2943 سے کم نمبر والے امیدواران کو select کیا گیا ہے۔ مذکورہ معاملے میں PIA نے غلط بیانی کی ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا درخواست ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس معاملے کی مکمل چھان بین ہو سکے۔

جناب چیئرمین: جی بابر صاحب۔

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan (Federal Minister for Law, Justice and Parliamentary Affairs): Mr. Chairman, let the committee examine it but of course, personal privilege needs

to be distinguished from the privilege of the member. I would not mind it, if it is sent for examining it in the committee, since the honourable member has raised it.

Mr. Chairman: The motion is in order and the matter is referred to the concerned Standing Committee. Yes Zahid *Sahib.*

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! آج صبح مجھے بنوں میڈیکل کالج کے پرنسپل نے فون کیا اور کہا کہ آپ کو پتا ہے کہ بنوں میڈیکل کالج کے بچے PMDC سے registered نہیں ہیں اور ابھی تک ان کا معاملہ چل رہا ہے۔ وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا نے اس کی 24 تاریخ کو approval دے دی تھی اور اس کا PC-1 اُن کے پاس ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ سات تاریخ کو Planning Commission کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ اگر آپ اُن سے درخواست کریں کہ اس معاملے کو ایجنڈے میں شامل کر لیں۔ میں نے اس سلسلے میں آج صبح دس بجے Planning Commission کے ڈپٹی چیئرمین ڈاکٹر ندیم الحق کو فون کیا تو ان کے پی اے نے مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ ابھی وہ میٹنگ میں ہیں، جیسے ہی وہ فارغ ہوں گے آپ سے رابطہ کر لیں گے۔ میں نے دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کیا اور میں نے کہا کہ میری بات کرا دیں تو اس نے کہا کہ ہم نے پیغام دے دیا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ دس منٹ بعد وہ خود رابطہ کریں گے۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ مزید گزر گیا اور میں نے پھر ان سے رابطہ کیا اور ان کے پی. اے سے کہا کہ مجھے ان سے ایک اہم بات کرنی ہے اس لیے وہ میرے ساتھ بات کر لیں تو اس نے مجھے hold کرنے کا کہا اور تقریباً دس منٹ کے بعد اس نے کہا کہ وہ فارغ نہیں ہیں، جب فارغ ہوں گے تو آپ سے رابطہ کریں گے۔ جناب والا! اس سے میرا اور اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ میں نے بہت اہم مسئلے پر ان سے بات کرنی تھی۔ Planning Commission کی سات تاریخ کو میٹنگ ہو رہی ہے اور PC-1 کا معاملہ ہے جس پر میں نے ان سے بات کرنا چاہی۔ جناب والا! یہ bureaucracy اس ملک کو پتا نہیں کس طرف لے کر جانا چاہتی ہے؟ ہر چیز میں روڑے اٹکاتی ہے۔ پارلیمنٹ کے ممبران ان کو نظر ہی نہیں آتے ہیں۔ لہٰذا آپ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ ان سے اس بارے میں پوچھ گچھ کی جائے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟

جناب چیئرمین: جی وزیرِ قانون صاحب۔

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Mr. Chairman, again, I will say the rider which I have said that the

personal privilege is to be separated. However, this we can send, we will not oppose it.

Mr. Chairman: The motion is held to be in order and stands referred to the concerned Standing Committee. Yes Ahmed Ali *sahib.*

سینیٹر احمد علی: جناب چیئرمین! میں آپ کی اور اس پورے ایوان کی توجہ کراچی میں بھتہ خوری کے بڑھتے واقعات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آج اس میں ایک strike کی position نظر آئی۔ ہمارے پاس لوگوں کی پرچیوں کی فوٹو کاپیاں موجود ہیں، لوگوں کو باقاعدہ پرچیاں دی گئی ہیں۔ میں اس بات پر ایوان سے اُس وقت تک واک آؤٹ کرتا ہوں جب تک وزیر داخلہ ہمیں اس پر assurance نہ دیں کہ یہ ان لوگوں کو arrest کریں گے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔

(اس موقع پر سینیٹر احمد علی اور ایم کیو ایم کے دیگر سینیٹرز ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: اب business لے لیتے ہیں کیونکہ point of order آخر میں لیتے ہیں، یہ ہمارا اصول ہے، اس پر ہم نے decision لیا ہوا ہے۔ Item No. 2, بابر اعوان صاحب! یہ کاکڑ صاحب کا Bill ہے۔ کاکڑ صاحب موجود ہیں۔

Senator Dr. Zaheer−ud−din Babar Awan: Mr. Chairman, Yes Kakar *sahib* is here, he is a very honourable brother and an advocate. I have had a little conversation with him and he and I, both want to look into it separately and it may kindly be deferred for the time being.

Mr. Chairman: Yes Kakar *sahib.*

Senator Rahmatullah Kakar, Advocate: Thank you Mr. Chairman, I will request the Chair to defer the matter to next date.

Mr. Chairman: Stands deferred. Next Item No. 4 of Ilyas Bilour.

Introduction of the Bills

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Mr. Chairman, Thank you very much. I beg to move for the leave to introduce a Bill further to amend the Indus River System Authority Act, 1992 [The Indus River System Authority (Amendment) Bill, 2010].

Mr. Chairman: Is it opposed?

Syed Naveed Qamar (Minister for Petroleum & Natural Resources): Yes. Sir, while we believe that under the Constitution, this is a matter which has to be decided by the Council of Common Interests, because IRSA also falls under the purview of Part 2 of the Federal Legislative List and therefore, comes under CCI. The Federal Parliament cannot on its own legislate without taking the provinces into confidence. However, in deference to the fact that my elder brother and honourable colleague has moved this Bill, I think, refer it to the committee, where we would decide it.

Mr. Chairman: Let me put it to the motion.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Ilyas *sahib,* please move Item No. 5.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Mr. Chairman! I beg to move to introduce the Bill further to amend the Indus River System Authority Act, 1992 [The Indus River System Authority (Amendment) Bill, 2010].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the concerned Standing Committee.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Thank you.

جناب چیئرمین: سلیم سیف اللہ صاحب موجود نہیں ہیں، Item No. 6 & 7 deferred. Professor Khurshid sahib, please move Item No. 8.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

I seek the leave of the House to move a Bill to amend the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) Ordinance, 1981 [The Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) Amendment) Bill, 2011].

Mr. Chairman: Law Minister *sahib* Is it opposed?

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Mr. Chairman! I think, this is one of the areas of legislation where something needs to be done and I appreciate the effort of the honourable member to bring this Bill, so the government is not opposed to it.

Mr. Chairman: Now I put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the leave to introduce the Bill is granted. Professor Khurshid S*ahib*, please move Item No. 9.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Thank you and I am very grateful to the Minister for Law cooperative attitude. I seek the leave of the House to introduce the Bill to amend the Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) Ordinance, 1981 [The Disabled Persons (Employment and Rehabilitation) (Amendment) Bill, 2011], Senator Muhammad Ibrahim and sister Mst. Afia Zia are my co-sponsors.

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the concerned Standing Committee.

(اس موقع پر ایم کیو ایم کے سینیٹر حضرات واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں واپس آگئے)

سینیٹر احمد علی: جناب چیئرمین! وزیر داخلہ نے ہمیں assurance دی ہے، اس لیے ہم واک آؤٹ ختم کرکے واپس آگئے ہیں۔

Mr. Chairman: OK. Let me finish the legislative business. Ahmed Ali *sahib,* Col. ® Tahir Mashhadi *sahib,* Abdul Haseeb *sahib*, Mrs. Shirala Malik *sahiba,* item No. 10

آپ move کریں گے یا defer کرنا چاہتے ہیں؟ جی احمد علی صاحب۔ شیر الہ ملک صاحبہ، صغریٰ امام صاحبہ سے بات کرنے میں مصروف ہیں۔ جی حسیب صاحب۔

Senator Abdul Haseeb Khan: Mr. Chairman! I beg to move for leave to introduce a Bill to provide measures for the creation of weapon free Pakistan by banning the production, proliferation, smuggling, import and use of firearms and ammunition and weapons and for the restoration of peace and public order throughout Pakistan [The Deweaponisation of Pakistan Bill, 2011].

Mr. Chairman: Law Minister *sahib*, is it opposed?

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Mr. Chairman! If you kindly take a look, the purpose may be very holy and very good but you know it involves and it overlaps upon many other laws. I think, the movers need to sit with the lawyers and reconsider it, because I will point out three things here:

1. As you know there is arms licensing law prevalent.
2. Import and use of firearms necessarily involves the import of arms for the defence of Pakistan, so you have to keep that in mind.
3. When you talk of the ammunitions, there an is Explosive Substances Act which deals with the sale. There are lot of subversion of roads and other activities going on. In spite of that for the blasting and the other purposes, the construction of roads particularly in the hilly areas, those licenses are still valid.

So, I think they need to rethink about this Bill and bring it. The most important question will be like this. The government would not oppose it but you know, where this honourable Chair is going to send it, because it's necessarily involving three laws which have right now spelled before this august House and fourth important thing is that the law and order situation control as it is mentioned in the last portion is necessarily after the 18th Constitutional Amendment, a provincial subject. So, I think the purpose is good. Government would not oppose it and in which committee are we going to send it, CCI or which committee? This is a provincial subject.

Mr. Chairman: Yes Hasib *Sahib* would you like to revisit it?

سینیٹر عبدالحسیب خان: چیئرمین صاحب، یہ بہت important Bill ہے۔ Minister Sahib نے خود یہ بات کہی ہے کہ یہ in order ہے۔ اب یہ آپ کی صوابدید پر ہے کہ آپ اس کو کس کو refer کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں میری صوابدید نہیں ہے، یہ تو ہاؤس کے consensus سے ہوتا ہے۔ دیکھیں جی Law Minister Sahib نے کہا ہے کہ there are three laws which are involved. اور ان میں آپ اس کو revisit کرلیں اور اس کے اندر جو خامیاں ہیں ان کو ٹھیک کرلیں۔ Lawyers کے ساتھ بیٹھ جائیں، Law Minister Sahib کے ساتھ بھی آپ بیٹھ جائیں تاکہ یہ ایسا بل بن جائے جو overlap نہ ہو، اس میں conflict of laws نہ ہو۔

Senator Abdul Haseeb Khan: OK. Sir.

جناب چیئرمین: تو اس کو defer کر دیں؟

سینیٹر عبدالحسیب خان: جی، جی defer کر دیں، next time ہم revise کر کے پھر submit کریں گے۔

Mr. Chairman: It stands deferred.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اس بل کو Withdraw کر کے نیا لے آئیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی Withdraw کر لیں اور اس کو Withdraw کر کے ایک اچھا بل بنا لیں۔ اسحاق ڈار صاحب کی بات میں وزن ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: Withdraw یا بل لے آئیں۔

جناب چیئرمین: جی نیا لے آئیں۔

It stands withdrawn. Now, we take up Item No.12, Hafiz Rashid Sahib.

جی حافظ رشید صاحب آپ موجود ہیں ؟

سینیٹر حافظ رشید احمد: موجود ہوں جناب۔

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں مزید ترمیم کا بل "دستوری ترمیمی بل 2010" پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Chairman: Yes, is it opposed?

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: حافظ صاحب بھی اپنا بل ذرا revisit کر لیں۔ ایک تو Constitutional Bill ہے اور Constitutional Bill کو کیا single member کے ذریعے لانا چاہیے؟ دوسرا یہ ہے کہ Constitutional amendments کی exercise is a very laborious exercise for whole the parliament and I think Hafiz Sahib تھوڑا سا rules پر اور Constitution پر نظر ڈال لیں۔ اگر وہ معاونت چاہیں گے تو ہم سب کے وہ امام ہیں، ہم ان کے لیے حاضر ہیں۔

جناب چیئرمین: جی حافظ صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: Sir, میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ کمیٹی کا کام ہے۔ کمیٹی میں اس پر بحث ہو جائے۔ اگر وہ reject کر دے تو پھر ٹھیک ہے بات ختم ہو جائے گی۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: Sir, ہمارے ہاں اس وقت Constitutional Amendment کی کمیٹی، حافظ صاحب confirm کر لیں، اگر موجود ہے تو وہاں بھجوا دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کو دیکھ لیں، پھر لے آئیے گا۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: نہیں sir, میں نے اس پر کافی کوشش کی ہے، اس میں کوئی غلطی نہیں ہے، جس حد تک میں سمجھتا ہوں۔ اگر یہ کمیٹی کو refer ہو جائے تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ اسلام کے حوالے سے ہے صاف۔

جناب چیئرمین: نہیں، وہ ٹھیک ہے۔ دیکھیں اس میں کافی laws involved ہیں۔ دیکھیں! آپ نے دیت کی بات کی ہے، قصاص کی بات کی ہے، defamation کی بات کی ہے۔ اس کو ذرا غور سے دیکھیں۔ اگر آپ insist کریں گے تو

I will put it before the House. Yes, Law Minister Sahib, the honourable Member wants that it should be put before the House.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: If he choses so sir.

Mr. Chairman: OK, I now put the motion before the House.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: Leave is not granted. We now take up Item No. 14, Saleem Saifullah is not present. We defer it.

Now, we take up Khalid Mehmood Soomro *Sahib,* he too is not present. 16 and 17 are also deferred. Ch. Shujaat *Sahib* is also not present, 18 and 19 stand deferred.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): ایک بل ہم نے move کیا تھا۔ آج کل بہت سارے اخبارات میں بھی بات آ رہی ہے کہ سلیبس میں ایک uniformity ہونی چاہیے اور جیسے جناب جانتے ہیں کہ فی الحال تو پوزیشن یہ ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے تحت education صوبوں کے پاس چلی گئی ہے لیکن amend کر کے uniformity کے لیے یہ چیز concurrent area میں آ جائے۔

جناب چیئرمین: اس پر غور کر لیجئے، اس کو defer کر لیتے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: نہیں defer کیا کرنا میرا خیال ہے کہ اگر اعتراض نہ کریں تو let it go to the Law Committee to consider it. کمیٹی میں دیکھ لیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے دیکھیں کہ یہ provincial subject تو نہیں بن رہا۔

Senator Wasim Sajjad: It should be considered by the Committee and let the collective wisdom of the committee decide whether they want to proceed further or not, It is just for reconsideration.

Mr. Chairman: Law Minister *Sahib,* please.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: I think there are two three things which we must keep in view. No.1, that we have devolved certain subjects to the provinces and this was outstanding agenda of the federation, all the political parties and democratic forces, nationalists whatever the name you give, we are all the same. And we were sitting in the 18th Constitutional Amendments Committee, 19th Constitutional Amendments Committee. میرا خیال یہ ہو گا کہ تھوڑی سی اس کو second thought دے لی جائے بلکہ میری request بھی ہے، میرے بھائی ہیں۔ Second thought دے لی جائے اور ہم کمیٹی کے چیئرمین کے ساتھ تھوڑا سا باہر بیٹھ جاتے ہیں اس لیے کہ اس پر ابھی seriously division of the House موجود ہے اور provinces اس کے ساتھ کس طرح agree کر سکتے ہیں۔ ہم نے ایک کام کیا، ابھی سیاہی خشک نہیں ہوئی اور ہم کہیں کہ ہم اس کو reconsider کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح ہم 18th 19th Constitutional Amendments میں چلے ہیں وہ اس ملک کی تاریخ ہے۔ Constitutional Amendment بھی ایک روشن تاریخ ہے اور consensus سے ہم چلے ہیں۔ کوئی حرج نہیں ہے، اس میں اگر کوئی urgency ہوتی تو میں اس کو خود support کر دیتا۔ اس کو ذرا ہم informal meeting کر کے examine کر لیں اور پھر لے آئیں۔ وہ زیادہ مناسب طریقہ ہو گا۔ یہ میری گزارش ہے۔

Mr. Chairman: Are you withdrawing it?

سینیٹر وسیم سجاد: نہیں، نہیں informally ان سے discuss کر کے۔

جناب چیئرمین: میں نے تو پہلے ہی آپ سے عرض کی تھی کہ اس کو defer کرلیں۔ 18th and 19th stand deferred. Now, we come to item No.20. مشہدی صاحب موجود نہیں ہیں۔ 20 and 21st stand deferred also. Saleem Saifullah Sahib, Item No.22, not present. 22 and 23 stand deferred. Wasim Sajjad Sahib, item No.24, please move the motion. اس پر بھی آپ نے کہا تھا کہ میں اس کو دیکھوں گا۔

سینیٹر وسیم سجاد: جی ہاں، لیکن مجھے وقت نہیں ملا۔

جناب چیئرمین: اس کو defer کردیں پھر۔

سینیٹر وسیم سجاد: جی، اس کو defer کردیں۔ In fact, اس کو اگر دوبارہ refer کر دیں back to the Standing Committee to reconsider it. جناب نے بھی کچھ observations دی تھیں۔ میرے خیال میں draft میں کچھ نقائص ہیں ان کو ٹھیک کرلیں گے۔

جناب چیئرمین: میں نے بھی آپ کے بل کو پڑھا تھا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں بھی سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا بل ہے لیکن it needs some more review.

Mr. Chairman: I think it may be deferred. The Standing Committee has given the wisdom. میں نے آپ سے عرض کی کہ مجھے اس میں کچھ نظر آیا تھا۔ I think defer کرکے پھر اس کو ذرا دیکھ لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: اس کو اس طرح کرتے ہیں کہ فی الحال defer کردیں۔ میں اس میں amendment move کردیتا ہوں تاکہ پھر وہ صحیح شکل میں آجائے۔

جناب چیئرمین: وہ ٹھیک رہے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: اسی سلسلے میں ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب، ایک point میں آپ کی اجازت سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، جی۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب، ایک تو ہم مشکور ہیں ----

جناب چیئرمین: آپ مجھے ایجنڈا تو پورا کر لینے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: اس وقت بلوچستان کے missing persons کی تقریباً تمام families, national Press کے سامنے آئی ہوئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ جو تمام قائدین بیٹھے ہوئے ہیں وہ مسئلے کو حل کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے وہ بات اپنی جگہ پر لیکن کم از کم وہاں پر جو تمام بچیاں ہیں، ان کے خاندان ہیں، میری گزارش ہے کہ کم از کم وہاں پر ہر پارٹی سے ایک ایک سینیٹر جائے اور ان کو تسلی دے دے۔ میں رحمان ملک صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ پرسوں رات جب یہ لوگ بلوچستان سے آئے تو پولیس نے ان کو arrest کیا صرف male کو اور پھر ان کو چھوڑ دیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ پرامن احتجاج کے لیے یہاں پر آئے ہیں۔ وہ تمام press clubs کے سامنے جا کر ناامید ہوگئے ہیں۔ آپ سے ہماری گزارش ہے کہ کیونکہ یہ ہماری بڑی دکھتی رگ ہو گی اگر خدا نخواستہ، خدانخواستہ ہماری بچیوں کے ساتھ یہاں پر پولیس نے کوئی زیادتی کی۔ اس کی آپ care کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے میں اپنے تمام سینیئر قائدین سے، پریس گیلری سے request کرتا ہوں، سے کہ ہم ایک منٹ کے لیے ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں پھر ہاؤس کے businessمیں ہم share کریں گے اور ایک ایک آدمی ہر پارٹی سے جائے اور ان سے ملیں تا کہ ہم ان کو تسلی دیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ جی .please ایک تو ڈاکٹر عبدالمالک صاحب totally violating the rules. I have not finished the agenda Item No.24 and 25 and he started his speech. I request him please observe the rules. Let me finish one thing which is in hand. Item No. 24 and Item No.25 stand deferred on the request of the honourable member. اب آپ کا وقت ہے بات کرنے کا۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: Sir, میں نے بات کر لی ہے، اب ہم ٹوکن واک آوٹ پر جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: Item No.26. Yes. Syed Khurshid Shah.

سید خورشید احمد شاہ (وزیر برائے مذہبی امور): جناب والا! میری درخواست ہے ۔ سینیٹر حضرات walk out کر گئے ہیں، وہ واپس آجائیں تو اس کے بعد item No.26 لے لیں۔

Mr. Chairman: I can't sit idle. Shah Sahib! I have to carry on the business. Item No.26.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Sir, this is a commenced resolution. It is coming on the agenda since 27th July, 2009. Its position is that the matter is sub judice before the Supreme Court. Recently, the Supreme Court has taken cognizance of it and on the last date of hearing which was 24th of March, 2011, the Supreme Court has given directions to constitute a commission to be headed by Justice (Retd.) Jamshed Ali Shah. The Commission would be seeking the guidance from the Supreme Court itself. So, as the matter is sub judice before the Supreme Court and they are already on it….

جناب چیئرمین: خالد سومرو صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! میں تو کہتا ہوں کہ it should be disposed of. اس پر debate conclude ہو چکی تھی گورنمنٹ سے reply آنا تھا۔

(Interruption)

Mr. Chairman: May I request the honourable Members to take their seats, please. Take your seats, I will give a chance to every body.

شاہ صاحب! بات یہ ہے کہ جس کی موشن ہے صرف وہ ہی withdraw کر سکتا ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I am not asking for withdrawal. It should be disposed of because the statement from the Government has come in now. Debate on it has been concluded, the only thing left was that the Finance Minister had to give a statement before the House. Now, the matter is sub judice before the Supreme Court.

جناب چیئرمین: اس پر ابھی debate نہیں ہوئی ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari : Then, let it continue sir…..

جناب چیئرمین: اس کو defer کر دیتے ہیں۔ Item No.26 stands deferred because of the absence of the honourable Member. Shirani *Sahib*.

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: جناب والا! یہ ۲۶ نمبر پر جو قرارداد ہے، وہ کافی عرصے سے چلی آرہی ہے۔ اس پر نہ کوئی رپورٹ پیش کی جاتی ہے، نہ کوئی ترمیم پیش کی جاتی ہے، نہ اس کو پاس کیا جاتا ہے، اس میں کیا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: شیرانی صاحب! بات یہ ہے کہ آج خالد محمود سومرو صاحب موجود نہیں ہیں، شاہ صاحب یہی فرما رہے تھے کہ اس کو complete کیا جائے۔ خالد صاحب موجود نہیں ہیں اس لیے میں نے اس کو defer کر دیا ہے، وجہ اور کوئی نہیں ہے۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: جناب والا! یہ تو ایوان کی property ہے۔۔

جناب چیئرمین: خالد محمود سومرو صاحب آجائیں تو اچھا ہے تاکہ ان کی موجودگی میں dispose ہوجائے۔ Item No.27.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہ resolution move کرنے کا موقع دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں ایک اصول یعنی allotment of government accommodation out of turn should be prohibited. طے کر رہا ہے اس لیے کہ اس سے کرپشن کا دروازہ کھلتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین :آپ پہلے move تو کر لیجیے۔

Resolution: Allotment of Government Residences

Senator Prof. Khurshid Ahmed: OK. Sir, I seek the leave to move the following resolution:

"The House recommends that the authority to allot Government accommodations on out of turn basis be withdrawn".

جناب چیئرمین : اب اس پر بحث شروع کر دیتے ہیں۔ بحث شروع کرنے سے پہلے اس resolution کو commence کر دیتے ہیں۔ اس پر جو ممبر حضرات بحث کرنا چاہیں وہ اپنے نام لکھوا دیں۔ جی! وزیر قانون صاحب۔

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Thank you honourable Chairman. Only for the facility of the honourable Member, this authority is vested in the Minister under a specific law regarding the Government accommodation. I think, it is appropriate unless we do the legislation, a simple resolution, may be it is unanimously passed by the House, would not substitute the law. That is the point which I wanted to bring to the notice of the honourable Member through the permission of the Chair. So, I think when the date of discussion is fixed, it should not be discussed today because this is the Upper House and we should not commit a mistake that we are trying to amend, it will be a very bad signal.

Mr. Chairman: Prof. Khurshid Sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : میں اپنے دوست وزیر قانون کا ممنون ہوں۔ ان کی بات بالکل صحیح ہے لیکن resolution کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ sense of the House سامنے آ جائے تو پھر اس کی روشنی میں legislation ہو گی، وہ خواہ حکومت initiate کرے یا private Member کرے تو میرا مقصد صرف اس مسئلے پر توجہ کو مبذول کرانا ہے کہ out of turn allotment کے دروازے کو بند ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین : کیا out of turn allotment کے کوئی rules ہیں؟

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Yes. Sir, my submission will be that for highlighting an issue then better would be that a call attention notice is brought because that is a relevant thing. I am the Federal Minister of this Government but I am answerable to you sir, after the 18th Constitutional Amendment not only before the Lower House of the Parliament, I am answerable before both the Houses. You bring the resolution, I will say, yes and I will be committing an illegality because I have pointed it out that there is a law which exists and by resolution we can not amend the law. That is the point which I am trying to make.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! وزیر قانون صاحب نے جو بات کی ہے instead of a resolution آپ ایوان میں اس قانون میں ترمیم کیوں نہیں لے کر آئے، وزیر قانون صاحب، آپ کی یہی بات ہے نا--

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Sir, if my honourable brother wants to highlight the issue, it is a call attention notice through which he can come.

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! آپ کا کیا view ہے؟

Senator Muhammad Ishaq Dar: Thank you Mr. Chairman. Allow me to complicate the discussion further. Why don't we have the sense of the House on the proposed resolution? If the sense of the House is that this discretion must go then, the Law Ministry should move and prepare the amendment to the law. So, I think, this is the solution. So, I request the Law Minister to please agree to this modus operandi than the one he is proposing.

جناب چیئرمین: دیکھیں جی، sense of the House تو میں لوں گا after discussion on the resolution whether the resolution should be passed or not but right now, we will have to start the discussion اگر

پروفیسر صاحب اپنے اس resolution کو withdraw کر لیتے ہیں یا call attention notice یا amendment in the law لاتے ہیں، وہ different situation ہے۔ یہ پروفیسر صاحب کا اپنا prerogative ہے۔ وزیر قانون صاحب کا فرمانا ہے کہ amendment in law لائی جائے۔ اگر آپ insist کریں گے تو resolution پر بحث تو ہو گی، motion carried ہوتا ہے کہ نہیں، resolution pass ہوتا ہے یا نہیں، وہ بعد کی بات ہے۔ راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین، دو views آئے ہیں ایک mover پروفیسر خورشید احمد صاحب کی طرف سے اور دوسرا وزیر قانون صاحب کی طرف سے۔ ایک اور راستہ بھی ہے، یہ بجا ہے کہ وزیر صاحب کو یہ privilege حاصل ہے کہ وہ جس کو چاہے وہ اس کو out of turn allotment کر سکتا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ کئی ہزار درخواستیں اور کئی ہزار لوگ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ ان کو اپنی باری پر مکان الاٹ ہوگا۔ اسلام آباد کی یہ کیفیت ہے اور اس میں اگر کسی کی کوئی سفارش ہے، اگر کوئی ایسا آدمی واقف ہے جس کے ذریعے سے وہ وزیر صاحب سے دستخط کروا سکتا ہے، وہ اس کو کر دیتے ہیں۔ جس کی پہنچ نہیں ہے، کئی سال سے allotment کے انتظار میں بیٹھا ہوا، وہ مکان نہیں لے سکتا، لیکن اگر یہ resolution discuss ہوتا ہے اور پاس ہو جاتا ہے، law amend بے شک نہ ہو، وزیر کی powers بے شک restrict نہ ہوں لیکن کم از کم یہ ایک طریقہ کار ضرور ہوگا کہ وہ بلاوجہ، بلاضرورت کسی کے کہنے پر ایسے ہی out of turn allotments ہر روز کئی سو لوگوں کی نہ کرتا جائے۔ رولز ہوں گے لیکن اس کے باوجود یہ جو آج کل free for all ہو چکا ہے وہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کسی کو کوئی discretion حاصل بھی ہے تو وہ بھی اس طریقے سے استعمال ہونی چاہیے---

Mr. Chairman: The next question would be whether the Resolution, if passed, can it supercede the rules or the law.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! that is not the idea, یعنی rules کو change کرنا ہوگا۔ اگر کہیں قانون میں بھی یہ معاملہ ہے، میرے علم میں نہیں ہے لیکن قانون میں تو naturally وہاں بھی amendment کرنی ہو گی۔ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ میں اس issue کو highlight کر کے یہ بات سامنے لانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ اتھارٹی موجود ہے جسے استعمال بھی کیا گیا

ہے، اس میں دو بنیادی خامیاں ہیں - پہلی خامی یہ ہے کہ جو لوگ انتظار کر رہے ہیں ان کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ بات آگئی ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: دوسری خامی یہ ہے کہ اس سے کرپشن کا دروازہ کھلتا ہے۔

جناب چیئرمین: شہاب الدین صاحب۔

جناب چیئرمین: جی شہاب الدین صاحب۔

مخدوم شہاب الدین (وزیر برائے ہاؤسنگ و تعمیرات): میری گزارش یہ ہے کہ میرے پاس اس کا additional portfolio ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کے پاس additional portfolio ہے۔

Makdoom Shahabuddin : Yes, exactly. Now there is a little confusion over here. I say laws cannot be amended like this. There is proper methodology for that. The best thing is اگر پروفیسر صاحب دو گھنٹے، ایک گھنٹہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو میں اپنی معروضات پیش کروں گا اور انہیں کہوں گا کہ جو waiting list میں imbalance ہے، میں مانتا ہوں، میں بالکل مانتا ہوں، ہم اس imbalance کو دور کر سکتے ہیں through an executive authority. We can do that. اگر میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔

Mr. Chairman: Why do not we defer it for the time being. اور آپ وزیر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

مخدوم شہاب الدین: میرے ساتھ ابھی بیٹھ جائیں۔

جناب چیئرمین: ہم اس کو ختم نہیں کر رہے، defer کر دیتے ہیں۔ جی جنرل صاحب۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: جناب والا! میرے پاس بھی Ministry of Housing کا additional charge تھا۔ اس دوران میں نے ایک summary move کر کے چیف ایگزیکٹو سے یہ powers ختم کروا دی تھیں۔ نہ ہی وزیر کے پاس powers ہونگی نہ ہی وزیراعظم کے پاس powers ہونگی۔ Waiting list کو computerize کر کے نوٹس بورڈ پر لگا دیا

and throughout that period there was no تھا تا کہ ہر آدمی اپنی ٹرن دیکھ سکتا ہے
with تو جب جمالی صاحب وزیراعظم بنے کر دیا گیا۔ supersede کہ مجھے complaint at all
This قانون نہیں ہے، کی گئیں restore دوبارہ powers یہ the Prime Minister order
this is no law, it is an ہونگی۔ powers کہ یہ is a Prime Minister's order
administrative order.

Mr. Chairman: Executive Orders! there would be allotment rules.

Senator Dr.Zaheer-ud-din Babar Awan: Mr. Chairman, Gen. *Sahib* is right when he was the Minister, there was no Constitution. There was no law and it was the Chief Executive Order which was governing the country and all the Ministries etc. Now this is a different situation altogether. After the restoration of the Constitution there are laws…Let me complete in a sentence.

Mr. Chairman: Let us not go into the personal matters.

Senator Dr. Zaheer-ud-din Babar Awan: Sir, what is important is that there cannot be any rule without the force of the instrument which is the legislative instrument. So, my submission is, that the proper force is if we want to bring an amendment, principally the government may agree to this. This is number one. No.2.there are instances where five to ten years in advance the houses are allotted and not to one person, three, four, five people they are carrying those allotment letters. This needs to be checked what Prof. Sahib is saying. Certainly needs to be checked. That is why we did not disagree but you need to look into the legislative procedure and we are the Upper House.

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب اس کو defer کر دیتے ہیں۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: جناب چیئرمین! جمالی صاحب بھی elected Prime Minister تھے اور یہ انہوں نے بھی اسے executive order کے ساتھ restore کیا تھا۔ اس لیے وہ بات غلط ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرا مقصد اس issue پر توجہ مبذول کروانا تھا۔ اسے آپ drop نہ کیجیئے۔

جناب چیئرمین: Drop نہیں کر رہا، defer کر رہا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں وزیر صاحب کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا۔ اس پر بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں کہ اس کے لیے کیا مناسب راستہ ہے۔ قانون میں amendment چاہیے، یا صرف executive order چاہیے۔

جناب چیئرمین: اگر آپ withdraw کرنا چاہتے ہیں تو withdraw کر لیجیئے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: نہیں میں withdraw نہیں کر رہا۔ میں چاہ رہا ہوں کہ یہ معاملہ آگے بڑھے۔

سینیٹر وسیم سجاد: میں rules کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ میرے خیال میں چونکہ rules کی بات آئی ہے تو مجھے اجازت دیں

I would like to explain what in my humble opinion, is the position of the rule. The question which has been raised is, that can a resolution be passed when there is a law on the matter. What is the effect of the resolution, can the resolution be passed? Now this matter is dealt with under Rules 119 to 130 of the Rules of Procedure and if you will look at Rule 121 it lays down the conditions under which a resolution can be passed or moved, not passed but moved and those elements which prevent the admission of the resolution or which are obstacle which should be taken to account, given in the rules themselves, which says that a resolution shall be clearly and precisely expressed and then it shall not contain arguments etc, it should not be vague, it should not refer to

the contact of a person except in the official capacity, raise discussion which is detrimental to the public interest etc. Now one thing is important, it does not say that there will be no resolution on a matter on which there is legislation. It does not prevent you from passing a resolution.

Mr. Chairman: It is silent.

Senator Wasim Sajjad: It does not prevent you from passing a resolution on a matter which is the subject matter of legislation. Now what is the effect of passage of a resolution? This you will find in Rule 130, it says on the conclusion of discussion, the Chairman shall put resolution or as the case may be, the resolution as amended to the vote of the House and if passed by the Senate, a copy thereof shall be forwarded to the Division concerned.

کیا مطلب ہوا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک resolution اگر پاس ہو جاتی ہے let's say قانون نہیں ہے Let us say there is no law on the subject. Resolution کا مطلب یہ نہیں بنتا کہ قانون ہو جاتا ہے۔ No, it is a recommendation, it goes to the Government, the Government can either accept it or not accept it, the only courtesy that is demanded is that reason should be given کہ جی ہاؤس کا ایک resolution ہے آپ نے اس کو کیوں نہیں مانا وہ ہاؤس کو بتانا چاہیے کہ اس میں financial problem یا کوئی اور ہے۔ اب اس معاملے میں تسلیم کرتے ہیں کہ قانون ہے ۔ اگر resolution آجائے گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ division میں جائے گا۔ اب division کا کام ہے کہ ہاؤس کی recommendation ہمارے پاس آئی ہے اس کی روشنی میں کیا ہم قانون کو بدلیں یا نہ بدلیں۔ اگر وہ محسوس کریں کہ بدلنا چاہیے اور ایوان کی عزت اور وقار کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تو وہ حکومت کو کہیں گے کہ اس بارے میں آپ ایک قانون سازی کریں اور اس کو تبدیل کر دیں یا وہ کہیں گے نہیں جی ہمارے حالات ایسے ہیں ہمیں کبھی کبھی یہ discretion چاہیے یا یہ نہیں ہونا چاہیے۔ لہذا یہ رکاوٹ نہیں ہوتی کہ اگر کوئی قانون ہے تو resolution move نہیں ہو سکتی۔ Resolution کا مطلب ہوتا ہے

it is an expression of opinion. It is an opinion of the House. It does not change the law. It does not even change the rule. It does not even change Government policy. It is a recommendation to the Government and it is up to the Government to respond in whatever proposed manner they want to do. Therefore this should not be enough.

Mr. Chairman: Thank you Wasim *Sahib*. It stands deferred.

آپس میں discuss کر لیجیئے۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: مجھے پتا ہے وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ گھبرائیے نہیں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: ہمارے پاس بیٹھنے کا جواز ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں، ابھی نماز نہیں ہو گی، میں بیٹھا ہوا ہوں، آپ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کے سوال کا جواب دیں گے، بالکل دیں گے، گھبرائیے نہیں وزیر صاحب موجود ہیں۔ Let me go agenda۔ ایٹم نمبر ۲۸ طلحہ محمود صاحب موجود ہیں؟ نہیں ہیں، Item No. 28 is deferred. Item No 29. حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ ایف سی آر میں ضروری اصلاحات کی جائیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: جناب والا! یہ بحث کر لیں resolution ہے۔ اس پر I have seen the record جب آپ Law Minister تھے اس پر کافی کام ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: فاٹا regulation بنی تھی۔ حافظ صاحب ذرا فاٹا regulation کو دیکھ لیں۔ FCR کا نام بھی بدلا گیا ہے۔ Stake holders کے ساتھ بیٹھ کر میں نے recommendations بنائی تھیں۔ When I was the Law Minister

سینیٹر حافظ رشید احمد : جناب اس پر تھوڑی دیر کے لیے اگر بات ہو جائے تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے یہ بات کرنے سے پہلے رحمٰن ملک صاحب۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک : شکریہ جناب چیئرمین! ہمارے ایم کیو ایم کے جو دوست، ساتھی ہیں انہوں نے واک آؤٹ کیا تھا کہ کراچی میں بھتہ خوری ہو رہی ہے۔ مختلف کاروباری حضرات کو calls کی جاتی ہیں اس کے خلاف ایکشن نہیں ہو رہا۔ میں ہاؤس کو بتانا چاہوں کہ ایک Ministerial Committee بھی بنائی گئی ہے اور ایکشن میں پرسوں تیس بندے گرفتار ہوئے تھے۔ آج بھی ایکشن ہو رہا ہے، جس جس کے متعلق کوئی شکایت آرہی ہے یا intelligence base پر ہم ایکشن لے رہے ہیں۔ I assure the House, I assure my friends that stern action shall be taken against them. I also spoke with Chief Minister Sindh اور میں نے انہیں کہا ہے کہ جن علاقوں میں یہ شکایت ہے وہاں پر پیٹرولنگ بھی زیادہ کریں۔ real time intelligence based action بھی لیں۔ دوسرا جو مالک صاحب نے بھی point out کیا تھا ان کو بیٹھنے کی اجازت ہو گی اور جیسا انہوں نے مجھے کہا کہ خیال بھی کریں، آج ان کو کھانا بھی میں بھجوا دوں گا۔ I will make sure that family remains comfortable.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب کہاں چلے گئے؟ اچھا وہ چلے گئے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: یہ کافی باتوں سے آگاہ بھی ہیں، بہت سے پکڑ کر رکھے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی قصور وار ہے تو ان کے خلاف action ہو گا۔ کوئی کسی کی victimization نہیں ہو گی and I assure the House کہ جو بھی law enforcement action کے لیے ہوتا ہے وہ action کے لیے ہوتا ہے کوئی دکھاوے کے لیے نہیں ہوتا وہ اگر دیکھنا چاہتے ہیں تو میں ان کو کل کراچی لے جاؤں گا اور ان کو دکھا بھی دوں گا۔ ان کے خلاف جو action ہو گا وہ دیکھ لیں گے۔

جناب چیئرمین: جی حافظ صاحب پلیز بحث شروع کیجیئے۔ جی شاہ صاحب۔

سید نوید قمر (وزیر برائے پانی و بجلی): آپ کی طرف سے ایک حکم آیا تھا کہ میں بلوچستان کی بجلی کے بارے میں کچھ وضاحت کرنا چاہوں۔

جناب چیئرمین: جی، electricity report کی مانگی تھی۔ مندوخیل صاحب کہاں ہیں؟ مندوخیل صاحب کا point of order تھا اور کسی اور کا بھی تھا۔ مولانا گل نصیب خان کا بھی تھا۔ میرا خیال ہے کہ بلیدی صاحب کا بھی تھا۔ بلیدی صاحب موجود نہیں ہیں۔ کوئی بات نہیں آپ اپنی رپورٹ دے دیں۔ اصل میں یہ حاصل بزنجو صاحب کا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ کوئی ۲۲ دن سے کچھ اضلاع میں بجلی نہیں ہے۔

سید نوید قمر: جناب! مندوخیل صاحب نے point of order raise کیا تھا اور میں جواب دے چکا ہوں لیکن اس کے باوجود دوبارہ raise ہوا تو میں یہ رپورٹ پیش کر سکتا ہوں کہ کوئٹہ کی جو بجلی ہے وہ تین different transmission lines سے آتی ہے جو بلوچستان اور کوئٹہ کو serve کرتی ہے سوائے ضلع لسبیلہ کے جس کے لیے بجلی ہم ایران سے import کرتے ہیں۔ اس میں multiple sabotage activity کی وجہ سے ان transmission lines کو damage کیا گیا تھا تو ایک extra ordinary situation وہاں create ہو گئی تھی جہاں کچھ areas میں almost 23 hours تک لوڈشیڈنگ ہوتی تھی اور ایک گھنٹے کے لیے بجلی آتی تھی۔ So, which was totally unacceptable اور اس کے لیے مختلف arrangements کیے گئے اور ان transmission lines کو ٹھیک کرنے کے لئے multiple attempts ہوئے جس میں متعدد لوگ شہید بھی ہوئے اور زخمی بھی ہوئے تو اس میں FC کے دو جوان بھی شہید ہوئے اور 12 پیپکو کے ملازمین including an XEN زخمی ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے effort نہیں چھوڑی۔ انہوں نے بے انتہا کوشش کرکے ان تینوں ٹرانسمیشن لائنز کو repair کرکے functional کر دیا ہے۔ سوائے ایک اور لائن کے جو کہ سبی ہرنائی ٹرانسمیشن لائن ہے وہ ابھی بھی out of commission ہے اور ابھی تک وہاں پر security situation اس حد تک بہتر نہیں ہوئی یا security provide نہیں ہوئی کہ ہم اس پر ابھی کام شروع کر سکیں لیکن situation کافی حد تک improve کر چکی ہے۔ جہاں تک کوئٹہ شہر میں لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے تو باقی ملک میں جو لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اسی کی مناسبت سے وہاں پر بھی تقریباً چار گھنٹے لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور باقی دیہاتی علاقے ہیں وہاں پر ابھی بھی 12 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے which is definitely worse than what is being done in the rest of the country. وہ ہم wait کر رہے ہیں کہ جیسے ہی ہمیں یہ security مل جاتی ہے سبی ہرنائی لائن کے لئے اس کو بھی ہم repair کر دیں گے تاکہ at

لیکن یہ حالات بہتر تب ہوں گے جب کم least we go back to the normal position
از کم دو ہمارے اور پراجیکٹس جو under construction ہیں ایک دادو خضدار ٹرانسمیشن لائن
ہے اس سے 300 میگاواٹ ایڈیشنل آئے گا جو کہ اسی سال انشاء اللہ مکمل ہونا ہے اور اس سے کافی حد
تک کمی پوری ہو جائے گی لیکن ultimately ایک اور ہماری ٹرانسمیشن لائن ہے 220 KV کی DG
Khan سے لورالائی تک ٹرانسمیشن لائن ہے اس میں 450 میگاواٹ power additional,
system میں آنا ہے۔ اس کے بعد کم از کم اس وقت تک یا تھوڑی سی further expected
additional demand وہ پوری طرح سے meet ہو جائے گی اور یہ بلوچستان میں لوڈشیڈنگ کا
مسئلہ ختم ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی شیرانی صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کی وساطت سے محترم منسٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جو گومل زام ڈیم ابھی تک تعمیر ہو رہا ہے اس سے بجلی نکالی جاتی ہے۔ اس میں اکثر پانی دریائے ژوب کا ہے جو ہم سے گزر کے وہاں پر جاتا ہے۔ کیا اس سے بلوچستان کو کوئی لائن دینے کا کوئی پروگرام ہے؟ نمبر دو۔ چشمہ بیراج سے اور چشمہ پاور ہاؤس سے ایک proposal تھا براستہ D I Khan ژوب ایک ٹرانسمیشن لائن بچھانے کا۔ کیا اس پر بھی کوئی کام ہو رہا ہے یا اس کو آگے بڑھایا گیا ہے۔ D G Khan اور لورالائی کا جو ٹرانسمیشن لائن ہے اس پر کافی عرصے سے کام شروع ہوا ہے۔ اس کی تکمیل کے مراحل کب پورے ہوں گے؟

جناب چیئرمین: جی، مری صاحب۔

سینیٹر میر محبت خان مری: جناب چیئرمین! وزیر صاحب سے میری یہ گزارش ہے وہ تفصیل تو انہوں نے بتا دی ہے کہ بلوچستان میں لوڈشیڈنگ کس وجہ سے ہے۔ ٹاور گر رہے ہیں۔ واپڈا کے لوگ شہید ہو رہے ہیں۔ اتنے بڑے جرم ہونے کے باوجود آپ نے ملزموں کی کوئی نشاندہی نہیں کی کہ ایسے مجرموں کو جس سے پورا صوبہ متاثر ہو رہا ہے اور بچہ بچہ اس سے متاثر ہو رہا ہے ان دہشت گردوں کو گرفتار کیوں نہیں کیا جاتا۔ آپ کے پاس اختیار نہیں ہے یا آپ کرنا نہیں چاہتے۔ اس کی وضاحت کریں۔

جناب چیئرمین: جی، پہلے شیرانی صاحب کا اور پھر مری صاحب۔

سید نوید قمر: جناب چیئرمین! ٹرانسمیشن لائن کی انہوں نے جو بات کی ہے۔ وہ proposal تو تب feasible ہوتا ہے جب DI Khan میں ایک گرڈ اسٹیشن بنا رہے ہیں ایک دفعہ وہ جب complete ہوجائے تو اس کے بعد وہاں سے آگے ٹرانسمیشن ممکن ہو گی۔ تو definitely یہ پراجیکٹ under consideration ہے۔ جہاں تک انہوں نے سوال کیا کہ DG Khan لورالائی کی ٹرانسمیشن لائن کس stage پر پہنچا ہے؟ Asian Development Bank اس پراجیکٹ کو finance کر رہا ہے اور ان پر کوئی issues تھے regarding the company جن کو award ہوا تھا وہی اس ساری چیز کو process کر رہا ہے۔ Expected ہے کہ تقریباً دو سال میں یہ پراجیکٹ مکمل ہو سکے گا۔ جہاں تک یہ سوال ہے کہ بلوچستان میں دہشت گردوں کو گرفتار کیوں نہیں کیا جاتا۔ تو جناب چیئرمین! پہلی چیز تو یہ ہے کہ صرف ٹرانسمیشن لائن کی بات نہیں ہے۔ آج بھی ملک میں گیس کی shortage کی ایک وجہ یہ ہے کہ بار بار وہاں پر پائپ لائنز blow up ہوتی ہیں اور یہ پوری کی پوری sabotage activity وہاں پر چل رہی ہے جس میں صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت اس پر focused ہیں لیکن unfortunately اس کا political اور administrative حل نکالنا ہے وہ ابھی تک اگر نکل چکا ہوتا تو بلوچستان کی ترقی بھی ہوتی اور یہ پورا ملک ترقی کرتا۔ ہم صرف یہ نہ سوچیں کہ وہاں پر اگر disturbance ہو رہی ہے تو باقی ملک exempted ہے۔

جناب چیئرمین: باقی points of order بعد میں لئے جائیں گے۔ جی، حافظ رشید صاحب۔

Resolution on FCR

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین صاحب! آپ کی اجازت سے آج میں ایک اہم چیز جو ہمارے فاٹا کے حوالے سے ہے وہ House کے سامنے لانا چاہ رہا ہوں۔ وہ ہے FCR کے حوالے سے بات کرنا۔ جناب چیئرمین! FCR ہے کیا چیز؟ پورے House کو معلوم ہے اور آپ کو بھی معلوم ہے۔ Frontier Crime Regulation اس کا نام ابتدا ہی سے غلط ہے۔ جہاں پر یہ قانون لاگو ہے وہ Frontier ہے ہی نہیں۔ وہ قبائلی علاقہ جات ہیں۔ اس کے باوجود اس کا اسی طرح نام ہے۔ اس کے بعد crime ہے۔ تو انسان یہ تصور کرتا ہے کہ جو crime یا غلط کام ہوتے ہیں تو وہ اسی علاقے کے لوگ کرتے ہیں۔ تو جناب چیئرمین! FCR کی ابتداء غلط چیز سے شروع ہو گئی ہے۔ جناب

چیئرمین! روز اول سے ہمارے قبائلی علاقہ جات FCR کے زیر سایہ ہیں۔ FCR ایک جنگل والا قانون ہے۔

جناب چیئرمین! دنیا کے کون سے کونے میں یہ قانون رائج ہے کہ کرے کوئی اور سزا کسی اور کو ملے۔ ابتدا سے لے کر اب تک دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کر لیں، اس طرح کا قانون نہیں ہے کہ کرے کوئی اور سزا کسی اور کو ملے۔ ایف سی آر ہمارے علاقوں میں رائج ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس آئین کی رو سے پورا پاکستان اپنی زندگی گزار رہا ہے، اس آئین سے بھی ہم باہر ہیں۔آئین کے آرٹیکل ۲۴۶ میں درج ہے کہ مجلس شوریٰ پارلیمنٹ کا کوئی ایک قانون، وفاق کے زیر انتظام کسی قبائلی علاقے یا اس کے کسی حصے پر اطلاق پذیر نہ ہوگا۔ نمبر ایک۔ پھر اس میں آگے لکھا ہوا ہے۔ کسی قبائلی علاقے سے متعلق ، دستور کے تحت نہ عدالت عظمیٰ اور نہ کوئی عدالت عالیہ اپنا اختیار سماعت استعمال کرے گی۔ یہ ہمارے قانون میں ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے عرض گزار ہوں کہ کیا ہم پاکستان کا حصہ نہیں ہیں کہ یہ آئین ہم پر لاگو نہیں ہے؟ کیا ہمارے علاقے، پاکستان کے علاقے نہیں ہیں کہ یہ آئین ہم پر لاگو نہیں ہے؟ عجیب بات تو یہ ہے کہ پاکستان کے لیے اگر کوئی قانون بنتا ہے تو ہم اس کے بنانے میں شریک ہوتے ہیں لیکن ہم اپنے لیے کوئی قانون سازی نہیں کر سکتے۔ میں اس حوالے سے، آپ کی وساطت سے پورے ایوان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ موجودہ قرارداد متفقہ طور پر پاس کرے کہ ایف سی آر میں ضروری اصلاحات ہو جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ نے بالکل درست فرمایا۔ آپ کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی اور FCR کا نام ---

Mr. Chairman: It is Federally Administered Tribal Areas Regulation.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جی Frontier Crime Regulation سے FATA Regulation قرار دیا ہے۔آپ نے درست فرمایا ہے۔ جناب چیئرمین! صدر مملکت نے اپنے خطاب میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ میں آپ کی اجازت سے یہ پڑھوں گا۔ صفحہ چھ پر ہے۔

"Reforms in FATA and Amendments to FCR have been finalized. Recently major political parties joined hands to endorse the reforms and demanded their immediate implementation. I congratulate the

political parties on this consensus. I assure you that the reforms announced on August 14, 2009 will soon be implemented."

جناب چیئرمین! اس کمیٹی کا میں بھی ایک ممبر ہوں اور اس سلسلے میں صدر مملکت سے ہماری ملاقات بھی ہوئی اور "soon be implemented" کی ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ ایک لطیفہ ہے کہ نوجوان نے اپنے والد سے کہا کہ میری شادی کرا دیجیے۔ والد نے کہا کہ تھوڑا صبر کیجیے تو اس نے کہا کہ ابا جان! میں زیادہ سے زیادہ صبر کروں تو پنشین تک کر سکتا ہوں۔ یہ "soon" کب آئے گا؟ چودہ اگست ۲۰۰۹ء کو جو اعلان ہوا ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ پندرہ اگست ۲۰۰۹ء کو یہ implement ہو جاتا۔ Constitutional Reforms Committee میں بھی اس پر بات ہوئی اور اس وقت آپ کی سربراہی میں جو کام ہوا تھا، اس کا ہم حصہ نہیں تھے۔ اس میں ہم نے درخواست دی کہ ہمیں بھی سنا جائے لیکن ہمیں موقع نہیں ملا۔ آپ کی طرف سے جو کچھ ہوا ہے، ہم یہی چاہتے ہیں کہ وہ فوری طور پر implement ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ حافظ صاحب کی قرارداد میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے اختلاف کیا جا سکے۔ اس لیے میری بھی یہ درخواست ہے کہ اس کو متفقہ طور پر پاس بھی کیا جائے اور صرف قرارداد پاس کرنا ہی کافی نہیں ہے، صدر مملکت نے چودہ اگست ۲۰۰۹ء کو جو اعلان کیا تھا اور حالیہ تقریر میں انہوں نے جو تذکرہ کیا ہے، اس کو فی الفور نافذ کیا جائے۔ اس کو notify کیا جائے اور اس پر عملدرآمد شروع کر دیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: مولانا رشید صاحب۔ ان کے بعد آپ۔

سینیٹر عبد الرشید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں۔ جناب والا! آپ کے علم میں بھی ہو گا کہ اس وقت ہمیں فاٹا میں اگر امن و امان، معیشت کے حوالے سے کچھ مشکلات ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ ہمارے لیے ایک بڑی قانونی مشکل بھی ہے۔ میرے خیال میں ایف سی آر سرے سے قانون ہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ قانون کا مآخذ یا تو قرآن ہوتا ہے یا حدیث ہوتی ہے یا معاشرتی روایات ہوتی ہیں یا انسانی مفادات ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے، جس کی وجہ سے ہم کہہ سکیں کہ یہ قانون ہے۔ ایف سی آر کا خلاصہ یہ ہے فاٹا یا ایجنسی کے تمام اختیارات کا مرکز ایک شخص ہے۔ اس کا نام پولیٹیکل ایجینٹ ہے۔ وہ اپنی مرضی سے جس کام کا ارادہ کرے، کر سکتا ہے۔ جس شخص کو چاہے تین چار سال کے لیے گرفتار کر سکتا ہے۔ اس کی گرفتاری، اس کا فیصلہ نہ ہائی کورٹ میں چیلنج ہو سکتا ہے، نہ سپریم کورٹ میں چیلنج ہو سکتا ہے بلکہ میں

یہ کہوں گا کہ ایف سی آر، فاٹا پر، قبائلی عوام پر ایک عذاب ہے۔ انگریز نے ۱۹۵۱ء میں یہ عذاب ہم پر مسلط کیا ہے۔

جناب چیئرمین: ۱۹۰۷ء میں کیا تھا۔

سینیٹر عبد الرشید: جی۔ اس قانون کی وجہ سے فاٹا کے عوام انسانیت کے دائرے سے خارج ہو گئے ہیں، حیوانیت کے دائرے میں داخل ہو چکے ہیں۔ لہٰذا حافظ صاحب نے ایف سی آر میں ترامیم کے حوالے سے جو قرارداد پیش کی ہے، میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ آپ کی سربراہی میں اس پر بھرپور کام ہو چکا ہے اور ایف سی آر میں ترامیم کے حوالے سے ایک مسودہ ترتیب دیا جا چکا ہے۔ اگرچہ اس پر بھی ہمارے تحفظات ہیں۔ فاٹا کے پارلیمینٹرین اس میں شامل نہیں تھے۔ حالانکہ جب ترامیم تجویز کی جاتی ہیں تو ہم سے پوچھنا چاہیے کہ ہم کون سی ترامیم چاہتے ہیں لیکن پھر بھی ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ آپ کے مسودے کے مطابق ترامیم میں عوام کو توقعات کے مطابق ریلیف نہیں ملا لیکن پھر بھی ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک آغاز ہے۔ لہٰذا ہم اس کی بھی تائید کرتے ہیں لیکن افسوس کہ اس کو ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا اور ابھی تک وہ نافذ نہیں ہوا۔ سوال یہ ہے کہ اس کے نفاذ میں کون سی قوتیں رکاوٹ ہیں۔ اس کے نفاذ کی ضرورت ہے اور اس قرارداد کو ایوان مہربانی کر کے منظور کرے۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! اس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ عوامی نیشنل پارٹی نے ہمیشہ کہا ہے کہ Federally Administered Tribal Areas کے لوگوں کو وہ حقوق دیے جائیں، جو دوسرے پاکستانیوں کو ملتے ہیں۔ صدر پاکستان نے مشترکہ اجلاس میں اپنی تقریر میں بھی یہ فرمایا بلکہ انہوں نے ان تمام سیاسی جماعتوں کو congratulate کیا ہے، جنہوں نے متفقہ طور پر یہ recommendations کی ہیں۔ جب ۲۰۰۹ء سے یہ مسئلہ چل رہا ہے تو اب اگر کوئی رکاوٹ ہے تو اس رکاوٹ کو دور کر دیا جائے۔ ایف سی آر اور فاٹا کے معاملات میں حکومت کی جو بھی recommendations ہیں، reforms کی جو بات کی گئی ہے، محترم صدر پاکستان کی ہے، اس پر عملدرآمد کا اعلان کیا جائے۔ ہم پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کا جلد اعلان کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! I think you have taken a collective wisdom and the sense of the House اور sense یہی ہے کہ ایف سی آر ایک کالا قانون ہے۔ یہ انسان کے لیے نہیں بلکہ انسانوں کو حیوانوں کے برابر کرنے کا قانون ہے۔ جہاں پر شخصی آزادی نہ ہو، جہاں انسانیت کی قدر نہ ہو، میں سمجھتا ہوں کہ وہ قانون نہیں بلکہ وہ ایسے شکنجے بنائے گئے تھے، جن کے ذریعے انگریز اس علاقے کے لوگوں پر حکمرانی کر سکتے۔ جب لوگوں کی خواہش ہے اور ایوان کی خواہش ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے جلد سے جلد enforce ہونا چاہیے۔

Soon implementation of this particular reform is the desire of the people of that particular area. It is also the sense of those people that they should be treated as Pakistani. They should be treated as human beings.

اس پر حکومت جتنی جلد پیشرفت کرے گی، یہ ملک و قوم اور اس علاقے کے لیے بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: شکریہ، جناب چیئرمین۔ FCR کے بارے میں میری دو، تین معروضات ہیں۔ اس بارے میں بہت سے ساتھیوں اور حافظ رشید صاحب نے بھی فرمایا ہے اور Acts کے حوالے بھی دیے ہیں۔ ایک ہے FCR کو مجموعی طور پر ختم کرنا اور دوسرا اس میں اصلاحات اور ترامیم کرنا۔ جہاں تک ترامیم کا مسئلہ ہے، اس پر قبائل بھی متفق ہیں کہ اس میں اصلاحات ہونی چاہییں۔ جو شقیں ظالمانہ، ناجائز اور انسانی حقوق سے متصادم ہیں، ان کو ختم کرنا چاہیے لیکن FCR کو سرے سے ختم کرنا ہمارے قبائل، عمائدین، مشران قوم کی روایات اور ان کے مقتضیٰ کے خلاف ہے۔ میں بھی FCR کو سرے سے ختم کرنے کے خلاف ہوں کیونکہ اس میں کچھ ایسے مسائل ہیں کہ ان کو صرف قبائل ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس کو سرے سے ختم کرنے سے Durand Line کا مسئلہ بھی بیچ میں آسکتا ہے۔ جناب چیئرمین! اگر FCR کو ختم کیا گیا تو میری معلومات کے مطابق وزیرستان سے لے کر باجوڑ تک کے علاقے کو یا تو صوبہ بنایا جائے گا یا اس کو صوبے میں ضم کیا جائے گا۔ دونوں صورتوں میں ہمارے قبائل کو کچھ ایسے مسائل پیش آسکتے ہیں، جن کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ جہاں تک ہو سکے، ظالمانہ شقوں میں اصلاحات کی جائیں، FCR کو سرے سے ختم کرنے سے ہم متفق نہیں ہیں۔ ہمارے قبائل بھی اس سے متفق نہیں ہیں کہ اس کو سرے سے ختم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور ہم حافظ رشید صاحب کے ممنون ہیں کہ وہ اس کو House میں لائے ہیں۔ جناب چیئرمین! جہاں تک میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے، یہ قانون انگریزوں نے اس علاقے کو اپنی گرفت میں رکھنے اور اسے ملک کے قانون سے باہر رکھنے کے لیے بنایا تھا۔ ٹھیک ہے کہ جرگہ اور قبائل کے سرداروں کے لیے اس میں ایک گنجائش موجود ہے، مجھے اس سے انکار نہیں ہے لیکن اصل چیز fundamental rights, political parties اور وہاں پر political parties کا کام کرنا۔ اصل چیز ہے اس علاقے میں ایک ایسے نظام کا قیام ہے جو جمہوری ہو، شوریٰ پر مبنی ہو، جس میں محض عمائدین نہیں بلکہ وہاں کے تمام باشندے شریک ہو سکیں اور اس پس منظر میں ان کی تعلیم، ترقی، وہاں کا انتظام، ان کی governance کے تمام کام کیے جا سکیں۔ وہاں پر Political Agent بادشاہ سے بھی زیادہ اختیارات رکھتا ہے، یہ ہرگز قابل قبول نہیں ہے اور اگر مجھے صحیح یاد ہے تو دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ خود محترم وزیراعظم صاحب نے اپنی ذمہ داری سنبھالتے ہی اس بات کا اعلان کیا تھا کہ FCR سے نجات دی جائے گی۔ صدر محترم نے 2009 میں اپنے صدارتی خطاب میں اس کا ذکر کیا، 2010 اور 2011 میں بھی اس کا ذکر کیا۔ میں ایسی کوئی بات نہیں کہنا چاہتا کہ جس سے کچھ نازک پہلو متاثر ہوں لیکن یہ بات کہنے کی ہے کہ کچھ خاص عناصر ہیں جو حائل ہیں اور جن کی وجہ سے یہ اہم اقدام کہ وہاں پر کم از کم Political Parties Act فوراً extend کر دیا جائے، اس کو بھی روک دیا گیا ہے۔ جس طرح ہم اس نام نہاد War on Terror میں hostage بن گئے ہیں اور میری نگاہ میں FCR کا معاملہ بھی اسی وجہ سے معلق ہو گیا ہے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم یہ بات کھل کر کہیں کہ FCR کو جانا ہے، جس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ وہاں پر کوئی اور قانون نہیں ہو گا، وہاں قانون، انتظامیہ، judiciary ہونی چاہیے، وہاں کے لیے منتخب کونسل بننی چاہیے، وہاں کے لوگوں کو وہاں پر governance کے ذمہ دار لوگوں کو منتخب کرنے کا اختیار ہونا چاہیے لیکن اس وقت اس قانون کی جو شکل ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس کے لیے قانون کا لفظ استعمال کرنا، قانون کی تضحیک اور تذلیل ہے، اس کو قانون نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے اس طرف اقدام بہت ضروری ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. I now put the resolution before the House.

بخاری صاحب، وزیر صاحب تو چلے گئے ہیں۔ سیفران کے وزیر کون ہیں؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! کیا بات ہے کہ وہ اس ایوان سے allergic ہیں، بخاری صاحب ان کو گھیر گھار کر لاتے ہیں اور وہ موقع پاتے ہی چلے جاتے ہیں، یہ کیا سلسلہ ہے؟

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین ایوان سے walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: بخاری صاحب، اس میں ایسا کرتے ہیں کیونکہ further discussion کے لیے وزیر صاحب کا جواب ضروری ہے، اس لیے for further discussion, resolution is deferred.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Thank you.

جناب چیئرمین: سبینہ صاحبہ موجود نہیں ہیں، Item No. 30 is deferred. انجینیئر ملک رشید صاحب نہیں ہیں، Item No. 31 is deferred. خالد محمود سومرو صاحب نہیں ہیں، Item No. 32 is deferred. عافیہ ضیا صاحبہ آج نہیں آئیں، Item No. 33 is referred.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! Resolution No. 29 جو FCR کے متعلق تھی، یہ کیوں نہیں ہوئی؟

جناب چیئرمین: اس کو defer کر رہے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: اگر منسٹر نہیں آتے تو کیا ہم ان کے پابند ہیں؟

جناب چیئرمین: ان کی بات تو سنیں گے ناں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: سارا House کہتا ہے کہ FCR میں ترمیم ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: Rules کو تو follow کرنا ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: اگر منسٹر نہ آئے تو کیا ہوگا؟

جناب چیئرمین: اسی لیے تو اس کو defer کیا ہے۔ کئی مرتبہ ممبران نہیں آئے، ہم نے defer کیا ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: پھر آپ اس کو private member bill declare کریں، یہ کل pass ہو، کل منسٹر آئے۔ اگر منسٹر نہیں آئے، یہ منسٹر تنخواہ کیوں لیتے ہیں، وہ آتے نہیں ہیں۔

Mr. Chairman: You can't take it. Haji *Sahib*, please. Item No. 34.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: بخاری صاحب، آپ Prime Minister کو represent کرتے ہیں، آپ Leader of the House ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, certainly this was the issue which was taken up today.

Mr. Chairman: I have already given a ruling.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, because it is debated today, let us give an opportunity to the government to respond.

Mr. Chairman: I have already given the ruling. Item No. 34.

ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب موجود نہیں ہیں۔ Item No. 35 عبدالحسیب خان صاحب۔ آپ اس motion کو لینا چاہیں گے؟

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب! یہ بڑی important motion ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس subject پر چھ ماہ سے کوشش کر رہا ہوں، بڑی مشکل سے نمبر آتا ہے تو وزیر صاحب چلے جاتے ہیں۔ یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے، health, industry, export کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب، health کا portfolio کس کے پاس ہے؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, at the moment, it is with the Prime Minister.

Mr. Chairman: Health is with the Prime Minister.

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری: اس پر میری گزارش ہے کہ after 18th Amendment, Health Ministry is with….

جناب چیئرمین: Health تو ویسے ہی provinces میں چلا جائے گا۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب! یہ بات نہیں ہے، اس سلسلے میں بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔ 18th Amendment کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پورے پاکستان کے عوام کو زندہ درگور کر دیا جائے۔ چیئرمین صاحب سے میری کئی meetings ہو چکی ہیں، یہ مسئلہ بالکل مختلف ہے۔

جناب چیئرمین: میں دیکھ رہا ہوں، in the light of 18th Amendment in the Constitution.

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب! یہ معاملہ دو، تین سال سے نہیں، دس سال چل رہا ہے۔ میں چھ ماہ سے کوشش کر رہا ہوں، آج میری قسمت اچھی تھی کہ یہ آج میرا motion آ گیا لیکن پھر وہی بات ہے کہ آج ---

جناب چیئرمین: اس کو commenced کر دیتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, let him move it.

Mr. Chairman: Haseeb *Sahib,* please move the motion.

Senator Abdul Haseeb Khan: It is hereby moved that the House may discuss the health policy of the Government with particular reference to registration and pricing of drugs, National Health Programmes and formation of drug regulatory authority in the light of 18th Amendment in the Constitution of Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: We will start discussion on it.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, without considering to the…

Mr. Chairman: This will be a commenced motion, now the discussion will start on this.

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب! اس پر discussion کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: حسیب صاحب، آپ کا motion, commenced motion ہو گیا ہے۔ You want to start the debate today or you want to do on the….

سینیٹر عبد الحسیب خان: جناب! وزیر صاحب نہیں ہیں، اس لیے اس کا فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے اس کو defer کر دیتے ہیں۔ It is a commenced motion now.

سینیٹر عبد الحسیب خان: جناب! اس پر comments تو آئیں گے۔

جناب چیئرمین: Commenced motion ہمیشہ پہلے آتا ہے۔

It gets preference over the other regular motions.

Senator Abdul Haseeb Khan: Thank you very much.

جناب چیئرمین: وسیم سجاد صاحب تو walk out کر گئے ہیں۔

سینیٹر سید نیّر حسین بخاری: میں ان کو لے آؤں۔

جناب چیئرمین: لے آئیے، کرنل صاحب بھی نہیں ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: آپ وزیروں کو لائیں۔

(اس موقع پر Opposition ایوان میں واپس آ گئی)

جناب چیئرمین: کسی کے points of order ہیں؟ انہوں نے درمیان میں points of order لے لیے تھے، ان کے points of order ہو چکے ہیں۔ فرح صاحبہ! اگر آپ کا کوئی point of order ہے تو کر لیں۔ جی

motion should be deferred?

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! میری گزارش ہو گی، اگر Leader of the House اجازت دیں تو اس کو committee میں بھیج دیں تا کہ یہ وہاں پر discuss ہو جائے۔

جناب چیئرمین: جی، motion committee میں بھیجیں؟

سینیٹر وسیم سجاد: جی ہاں، as the matter to be considered, if there is no objection میں نے Chairman of the Committee سے بھی بات کی تھی، انہوں کہا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے،

we can consider this matter.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

Let the subject matter of the motion be referred to the concerned committee for examination.

Senator Wasim Sajjad: Sir, thank you very much.

جناب چیئرمین: فرخ عاقل صاحبہ! آپ point of order پر بات کریں۔ ہاں، ٹھیک ہے جس کی بھی کمیٹی ہو، .I am not concerned about that جی فرخ عاقل صاحبہ! آپ اپنا point of order کر لیں کیونکہ پھر نماز کا وقت ہونے والا ہے۔

Points of Order:

Cheating in Examinations

سینیٹر فرخ عاقل: جناب! میں یہ کہنا چاہ رہی تھی اور آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ recently metric کے examinations شروع ہو چکے ہیں اور 1st year کے شروع ہونے والے ہیں۔ جناب! بہت زیادہ concern کی بات ہے، میرے لیے بھی ہے، یقیناً آپ سب کے لیے بھی ہو گی اور پورے House کے لیے بھی ہے کہ کس ڈھٹائی اور دیدہ دلیری سے cheating کا ایک mafia یا کچھ بھی کہہ لیں، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، ہر ایک کو پتا ہے کہ پورے کے پورے ہال بکے ہوئے ہیں اور cheating کس دھڑلے سے ہو رہی ہے۔ ان بچوں سے بہت زیادہ زیادتی ہوتی ہے جو سارا سال پڑھائی کرتے ہیں اور exams کی تیاری کرتے ہیں، ان سے کتنی زیادتی ہے کہ cheating سے زیادہ تر وہی بچے numbers لے لیتے ہیں۔ آج کل ایسے numbers score کر لیتے ہیں، انسان حیران ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ numbers کس طرح لیے ہیں۔ میں concerned authorities کو کہنا چاہوں گی کہ please وہ اس پر action لیں۔

جناب! آپ یقین کریں کہ پوری تصاویر دکھائی جا رہی ہیں، سارے channels record کر کے آتے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ کوئی غلط بات ہے، ان کو اس بات کا کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ یہ چیز اتنے عرصے سے ہو رہی ہے۔ میں یہاں تک کہوں گی کہ کوئی اس کی سرپرستی کر رہا ہے کیونکہ they are not bothered, اس میں جو بھی لوگ ملوث ہیں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! اس بارے میں آپ کا کیا view ہے جو فرخ عاقل صاحبہ نے بات کی ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! معزز سینیٹر صاحبہ نے جو کہا ہے، obviously ان بچوں کے لیے really such difficult situation ہے، وہ محنت کر رہے ہیں۔ جناب! primarily, this is a provincial subject because Federal Government level پر جو institutions اسلام آباد کے ہیں، ہم ان کے بارے میں بات کر سکتے ہیں لیکن جو provinces میں institutions ہیں تو وہاں پر education boards, universities ہیں، وہ اپنے exams conduct کرواتی ہیں۔

Certainly, these issues are related to the provinces, these should be raised over there, if she has gotten a specific allegation regarding the Islamabad Capital Territory, we ensure that, we will respond for that to the House, also.

مجھے specific بتائیں، we can surely take action against them.

جناب چیئرمین: فرح صاحبہ! یہ اسلام آباد کا مسئلہ ہے یا کسی اور جگہ کا ہے۔

سینیٹر فرح عاقل: جناب! سب جگہ پر ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب فرما رہے ہیں کہ کوئی specific ہے تو مجھے بتائیں then they will look into it. جی بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

II. Missing Persons

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! یہاں پر ایک camp لگا ہوا ہے اور ہم اس میں گئے تھے، بلوچستان کے جو missing persons ہیں، ان کی families وہاں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ جناب والا! وہ بہت دکھی تھے اور ان کی بچیاں رو رہی تھیں، کوئی سات سالوں سے غائب ہے اور کوئی آٹھ سالوں سے غائب ہے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ہمارے سامنے پکڑ کر لے گئے تھے۔ ان کے young بہن، بھائی پکڑ کر لے گئے تھے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو لاشیں چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ بھی دیکھنے والی نہیں ہوتیں، ان کا کوئی پتا نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ ہم نے بہت بات کی ہے، ریحانہ صاحبہ بھی میرے ساتھ تھیں، انہوں نے کہا کہ آپ چھوڑ کیوں نہیں دیتے، میں نے کہا کہ ہم رحمٰن ملک صاحب سے کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رحمٰن ملک صاحب کبھی سچی بات نہیں کرتے، انہوں نے ہمیشہ غلط بات کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ وہ غائب نہیں ہیں، آپ جھوٹ بول رہی ہیں، یہ تو اذان گواہی دیتی ہے کہ

ان کے لوگ واقعی missing ہیں، وہ جھوٹ نہیں بول رہے۔ جیسے ان کے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ جیسے دکھی داستان سنا رہے تھے، ایسے کوئی بندہ غلط بات نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: اذان سن لیں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: اب نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب! میں اپنی بات مکمل کر لوں۔

جناب چیئرمین: جی، آپ اپنی بات کر لیں۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب! انہوں نے کہا ہے کہ ان کی یہ فریاد آپ تک بھی پہنچائیں اور جیسے ان کے آنسو بہہ رہے تھے، واقعی ان کے لوگ بہن، بھائی اور بیٹے غائب ہیں، وہ اس طرح رو رہے تھے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ آپ Prime Minister صاحب سے کہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایجنسیوں کو پتا ہے، اگر رحمٰن ملک صاحب کو پتا نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ اس کا کوئی نہ کوئی حل سوچیں اور بلوچستان کی لاوارث بچیوں کے وارث، ان کے والدین، ان تک پہنچا دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ وسیم سجاد صاحب، بخاری صاحب! are we starting the discussion on the Presidential address? مندوخیل صاحب! ایک منٹ بیٹھ جائیں، میں کوئی فیصلہ تو کر لوں۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! میری یہ گزارش ہو گی کہ میرے خیال میں اس وقت interest کم لگ رہا ہے، کوئی وزیر بھی موجود نہیں ہے تو ان کی تقریر کے بعد adjourn کر دیں and may be we can start tomorrow. کیونکہ کوئی وزیر بھی موجود نہیں ہے، تقریر کون سنے گا۔

جناب چیئرمین: اس کے علاوہ کوئی اور business after the مغرب prayers نہیں ہے۔ Points of order quickly لے لیں کیونکہ میں نے نماز پڑھنی ہے، ذرا یہ ذہن میں رکھیں ورنہ میری نماز قضا ہو جائے گی یا میں نماز پڑھ کر آجاؤں یا صبح دس بجے رکھ لیتے ہیں۔ صبح کر لیں گے، ٹھیک ہے، صبح ساڑھے دس بجے تک adjourn کر دیتے ہیں پھر ایسا کرتے ہیں کہ questions hour کے بعد points of order لے لیں گے تا کہ یہ پہلے ہو جائیں، after the

questions hour we will take up the points of order, we will make an exception to the rule. ٹھیک ہے، the House stands adjourned to meet again on Wednesday the 6th April, 2011 at 10.30 a.m. شکریہ۔

–––––––––––––

[The House was then adjourned to meet again at 10.30 a.m. on 6th April, 2011]

–––––––––––––